عرب جمہوریہ مصر　　　　　　　　　　 ۱۱ ربیع اول ۱۴۴۱ھ

وزارت اوقاف　　　　　　　　　　　 ۸ نومبر ۲۰۱۹ء

صحابہ کرام کی زندگی کے روشن پہلو

اللہ کریم نے اپنی مخلوق میں سے اپنے نبیوں اور رسولوں کو منتخب فرمایا، ارشاد باری ہے: {اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ} "اللہ تعالی فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو منتخب فرمالیتا ہے، بے شک اللہ تعالی سننے والا دیکھنے والا ہے"۔ اور اللہ تعالی نے اپنے رسولوں کے لئے ایسے لوگوں کو منتخب فرمایا جو رسولوں کے لئے اپنے رب کا پیغام پہنچانے میں مددگار ثابت ہوتے ۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی مکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسی نفوسِ قدسیہ اور پاک ہستیوں کا انتخاب کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں، آپ کی عزت وتوقیر کی، آپ کی مدد کی اور آپ پر نازل کردہ نور قرآن کی پیروی کی، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: "اللہ تعالی نے بندوں کے دلوں پر نگاہ ڈالی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرما کر اپنے پیغام کے لئے مبعوث فرمایا اور اپنے علم کے ذریعے چن لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بندوں کے دلوں پر نگاہ ڈالی تو صحابہ کو آپ کے لئے منتخب فرمالیا اور انہیں اپنے دین کے مددگار اور اپنے نبی کے وزیر بنا دیا، پس جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں اچھی ہے اور جسے وہ برا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بری ہے"۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب سے زیادہ سچے ایمان والے، سب سے زیادہ علم والے، سب سے گہرا فہم رکھنے والے اور سب سے زیادہ عمل والے تھے جنہوں نے حکمت وتدبر اور اچھی نصیحت کے ذریعے دنیا کے کونے کونے میں اسلام کے علم کو بلند کیا اور بہترین طریقے سے اپنے رب کے پیغام کو پہنچایا جس کی بنا پر وہ اس

بات کے مستحق ٹھہرے تھے کہ وہ ایسی مقدس اور بَرگُزِیدَہ ہستیاں قرار پائیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنے نبی کے لئے منتخب فرمالیا تھا، ارشاد باری ہے: {قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى} "آپ فرمادیجئے! تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور سلام ہو اِس کے اِن بندوں پر جنہیں اُس نے منتخب فرما لیا ہے"۔ مذکورہ بالا فرمان کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اِس میں منتخب لوگوں سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی کے لئے منتخب فرمالیا تھا اور یہی وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جو اسلام کے حقیقی سرچشمہ سے سیر اب ہوئیں اور صراطِ مستقیم سے ذرہ بھر بھی انحراف نہ کیا۔

صحابہ کرام کی زندگی کے ایسے بے شمار روشن پہلوؤں ہیں جو حقیقی اسلام کی عملی تصویر پیش کرتے ہیں، ہم درج ذیل سطور میں صحابہ کرام کی زندگی کے چند روشن پہلوؤں کا ذکر کرتے ہیں۔

☆ **رحمت کا پہلو:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے دلوں میں رحمت کے جذبہ کو پختہ کر دیا تھا یہی وجہ تھی کہ ایک دن عیینہ بن حصن نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ اپنی اولاد میں سے کسی کو اپنی گود میں بیٹھا کر اسے بوسہ دے رہے ہیں تو عیینہ نے کہا: کیا آپ امیر المومنین ہوتے ہوئے بھی بچے کو بوسہ دے رہے ہیں ؟ اگر میں امیر المومنین ہوتا تو میں اپنے کسی بچے کو بوسہ نہ دیتا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اللہ تعالی نے ہی تیرے دل سے رحمت کو چھین لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں ؟ اللہ تعالی اپنے رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے. درحقیقت اس طرزِ عمل میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع بن حابس کے سامنے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا تو اقرع بن حابس نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے ایک کو بھی بوسہ نہیں دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا: "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔

☆**عفو ودرگزر کا پہلو:** اسی طرح صحابہ کرام عفو ودرگزر میں بھی قابلِ تقلید مثال تھے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسطح بن اثاثہ کو معاف کر کے عفو ودرگزر کی سب سے اعلی اور عمدہ مثال قائم کی آپ رضی اللہ عنہ مسطح سے قرابت داری اور اس کی غربت کی وجہ سے اس پر خرچ کیا کرتے تھے اور مسطح اُس افراد میں شامل تھا جنہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے تھے جب اللہ تعالی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت اور پاکدامنی کے بارے میں آیات نازل کیں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُس پر آئندہ خرچ نہ کرنے کا ارادہ فرمایا، اللہ تعالی نے اِس موقع پر اِس آیت کا نزول فرمایا کہ: **{وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ}** "اور تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہ کھا لینی چاہیے، بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہیے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالی تمہارے قصور معاف فرما دے؟ اللہ تعالی قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے"۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی مجھے معاف فرما دے اور آپ نے یہ کہتے ہوئے اس پر دوبارہ خرچ کرنا شروع کیا کہ میں کبھی بھی اس سے یہ خرچہ ختم نہیں کروں گا۔

☆**بلند ہمتی اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا:** صحابہ کرام نے بلند ہمتی، نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا اور اعلی چیزوں کو حاصل کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " جب تم اللہ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو یہ سب سے اعلی جنت ہے اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں"۔ اسی وجہ سے صحابہ کرام ہر جگہ اعلی چیزوں کے خواہش مند رہتے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: " ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا اور اتفاق سے اُس وقت میرے پاس مال تھا، میں نے کہا: اگر میں کسی دن ابو بکر سے سبقت لے سکتا ہوں تو آج اس سے سبقت لے سکتا ہوں، پس میں اپنا آدھا مال لے کر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: "تم اپنے اہلِ خانہ کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو ؟" میں نے عرض کی: اتنا ہی مال (اہل خانہ کے لئے چھوڑ کر آیا ہوں)، عمر کہتے ہیں کہ ابو بکر اپنا سارا مال لے کر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: "تم اپنے اہلِ خانہ کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو ؟" ابو بکر نے عرض کی: میں ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں، (عمر کہتے ہیں کہ) میں نے کہا: میں کبھی بھی کسی چیز میں آپ سے مقابلہ نہیں کروں گا۔

جلیل القدر صحابی کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات گزارتا تھا میں آپ کے وضو کا پانی لے کر آپ کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: (مجھ سے مانگو) میں نے عرض کی: میں آپ سے جنت میں آپ کی سنگت کا سوال کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اور اس کے علاوہ) میں نے عرض کی: بس یہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کثرتِ سجود سے اپنے بارے میں میری مدد کرو)۔

☆ **ایثار و قربانی اور خود داری و استغنا کا پہلو** :انصار صحابہ نے ایثار و قربانی کی اعلی ترین مثال قائم کی، ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول، مجھے بھوک لگی ہے، آپ نے ازواجِ مطہرات کی طرف پیغام بھیجا لیکن ان کے پاس کوئی چیز نہ پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کیا کوئی شخص نہیں ہے جو اِس رات اسے مہمان بنائے ؟، اللہ اس پر رحم فرمائے)، انصار میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول، میں (اس کو مہمان بناتا ہوں)، وہ آدمی اپنے اہلِ خانہ کے پاس گیا اور اپنی بیوی سے کہا: (یہ) اللہ کے رسول کا مہمان ہے، اس سے کوئی چیز بچا کر نہ رکھنا،

اس نے کہا: اللہ کی قسم میرے پاس بچوں کے کھانے کے سوا کچھ نہیں، اس آدمی نے کہا: جب بچے کھانا مانگے تو تو ان کو سُلا دینا، اور آؤ تم چراغ کو بجھا دو، اور ہم آج رات بھوکے رہتے ہیں، اس (عورت) نے ایسا ہی کیا، پھر صبح آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالی فلاں مرد اور فلاں عورت سے حیران ہوا) اور اللہ تعالی نے اُس وقت اِس آیت کا نزول فرمایا: {وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ}" اور خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو"۔

اور سیدنا سعد بن ربیع اور سیدنا عبدالرحمن بن عوف کا یہ واقعہ انصار صحابہ کے جذبہء ایثار اور مہاجر صحابہ کی خود داری و استغنا کی بڑی عمدہ منظر کشی کرتا ہے کہ سعد بن ربیع نے عبدالرحمن بن عوف کو یہ پیش کش کی کہ وہ اپنا آدھا مال انہیں دے دیتے ہیں عبدالرحمن بن عوف نے مکمل استغنا کے ساتھ جواب دے دیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ بازار کی طرف ان کی رہنمائی کر دیں، سیدنا عبدالرحمن نے تجارت میں اس قدر محنت کی کہ آپ مدینہ کے سب سے زیادہ مالدار شخص بن گئے۔

☆ **حق بات کی طرف رجوع کرنے کا پہلو**: صحابہ کرام ہمیشہ حق کے متلاشی رہتے تھے اور حق کی طرف رجوع کرنے میں تکبر اور ہٹ دھرمی کو آڑے نہیں آنے دیتے تھے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی کہ: "اے ابو مسعود، تیرے اس غلام پر قادر ہونے سے زیادہ اللہ تعالی تیرے اوپر قادر ہے" میں نے پَلَٹ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول، یہ اللہ کی رضا کی خاطر آزاد ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تو ایسا نہ کرتا تو دوزخ کی آگ تیرے چہرے کو جھلسا دیتی"۔

☆**وفائے عہد کا پہلو :** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے دلوں میں وفائے عہد کی اہمیت کو پختہ کرتے ہوئے انہیں وفائے عہد کی ترغیب دی تھی، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور روم کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا تھا لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ وہ روم کی سرحدوں کے قریب گھات لگاتے ہیں اور جب معاہدے کی مدت ختم ہو جائے گی تو وہ اچانک ان پر حملہ کر دیں گے، اصحاب رسول میں سے ایک شخص پیچھے سے انہیں جاملا اور وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ اکبر، اللہ اکبر، معاہدہ پورا کرو، غداری نہ کرو، انہوں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف ایک شخص کو بھیجا اس نے اس صحابی سے پوچھا تو اس نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (جس شخص اور قوم کے درمیان کوئی معاہدہ ہو تو نہ تو اس کی گِرَہ کو مضبوط کیا جائے اور نہ ہی کھولا جائے یہاں تک کہ اس کی مدت پوری ہو جائے یا برابری کی بنیاد پر اس کو توڑا جائے) پس معاویہ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے۔

برادرانِ اسلام!

صحابہ کرام دین کے نام پر دنیا کی تعمیر وترقی کرنے کا ایک عمدہ نمونہ ہے ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک خاص کام اور پیشہ تھا جس سے وہ عمدہ طریقے اور پختگی سے سرانجام دیتے تھے، ان میں تاجر، قائد، عالم وغیرہ موجود تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحم دل ابو بکر، دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمر، سب سے سچی حیا والا عثمان، حلال و حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا معاذ بن جبل، اور قرآن کا سب سے بڑا قاری ابی بن کعب، اور علم میراث کو سب سے زیادہ جاننے والا زید بن ثابت ہے، اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے"۔

صحابہ کرام کے کاموں کے بڑے اچھے نتائج سامنے آئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حوصلہ افزائی کرتے، انہیں اپنے کام کو پختگی سے کرنے کی تلقین کرتے، صحابہ اور ان کے کام کی تعریف کرتے، غزوہ تبوک کے موقع پر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ڈال دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کے بعد عثمان نے جو کام بھی کیا وہ اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا"۔

☆ **رزقِ حلال کی تلاش اور تمام معاملات میں خوفِ خدا کو پیش نظر رکھنے کا پہلو** : سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم کو ایک گھوڑا خریدنے کا حکم دیا اس نے آپ کے لئے تین سو درہم کا ایک گھوڑا خریدا اور اسے اور اس کے مالک کو ساتھ لے کر آپ کے پاس آیا تا کہ اسے قیمت ادا کی جائے، حضرت جریر نے گھوڑے کے مالک کو کہا: تیرا گھوڑا تین سو درہم سے بہتر ہے، کیا تو اس کو چار سو درہم میں بیچے گا؟ اس نے کہا: معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے، جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرا گھوڑا اس سے بھی بہتر ہے، کیا تو اس کو پانچ سو درہم میں بیچے گا؟ آپ ایک سو کا اضافہ کرتے گئے یہاں تک کہ بات آٹھ سو تک پہنچ گئی اور آپ نے وہ گھوڑا آٹھ سو درہم میں خریدا، اس بارے میں آپ سے کہا گیا تو آپ نے کہا: "میں نے اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی کہ میں ہر مسلمان کو نصیحت کروں گا"۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر کوئی اپنی ذمہ داری کو جانتے ہوئے اس کو احسن طریقے سے ادا کرتا تھا اور اپنے دائرہ کار سے تجاوز نہ کرتا تھا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو قضا کے منصب کی ذمہ داری سونپی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک سال تک اس منصب پر فائز رہے لیکن کوئی شخص بھی مقدمہ لے کر نہ آیا اور جب آپ نے منصبِ قضا کو ترک کرنے کا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ذکر

کیا تو انہوں نے کہا اے عمر! کیا منصبِ قضا کی مشقت کی وجہ سے چھوڑنا چاہتے ہو؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے خلیفہء رسول! ایسی بات نہیں ہے لیکن میں تو اس لئے چھوڑنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کو میری ضرورت نہیں ہے، ان میں سے ہر فرد کو اپنے حق کا علم ہے اس لئے وہ اپنے حق سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کرتا، اور ہر فرد کو اپنی ذمہ داری کا علم ہے اس لئے وہ اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا، ان میں سے ہر کوئی اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے، اور جب ان میں سے کوئی غائب ہوتا ہے تو وہ اس کے مشتاق ہوتے ہیں اور جب وہ بیمار ہوتا ہے تو وہ اس کی عیادت کرتے ہیں اور جب اس پر غربت آتی ہے تو وہ اس کی مدد کرتے ہیں اور جب اسے کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور جب اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس سے تعزیت کرتے ہیں اور اس کو تسلی دیتے ہیں، ان کا دین نصیحت ہے اور ان کا اخلاق نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے، پس وہ کسی چیز میں جھگڑا کر سکتے ہیں؟۔

آج ہمیں کتنی اشد ضرورت ہے کہ ہم صحابہ کرام کے ان اعلی اخلاق کی طرف لوٹ کر اپنے آپ کو ان سے مزین کریں اور تمام لوگوں کے سامنے دینِ اسلام جو کہ رحمت، نرمی و آسانی، انسانیت اور امن و سلامتی کا دین ہے، کی حقیقی تصویر پیش کریں۔

اے اللہ! عالم اسلام کے تمام ممالک خاص طور پر مصر، اس کی عوام اور اس کی فوج کی حفاظت فرما اور ان کو ہر قسم کی برائی اور شر سے محفوظ رکھ۔ آمین